اذن عام سے متعلق اہم معلومات

محمد مزمل برکاتی

خادم دار العلوم غوث اعظم، پور بندر، گجرات

پرسوں ہی سے اکابر علمائے کرام و مفتیان عظام کے تحریری اور زبانی بیان آجانے کے بعد کہ حکومت وقت کی جانب سے جنتا کرفیو کے نفاذ اور اس پر سختی سے کارروائی کیے جانے کی وجہ سے جمعہ کے لیے چار پانچ لوگ جتنے تک اجازت ملتی ہے، اتنے نمازیوں کے ساتھ جمعہ ادا کر لیا جائے، اور بقیہ حضرات معذور ہیں، لہذا اپنے گھروں ہی میں تنہا تنہا ظہر ادا کر لیں۔۔۔طبقۂ علما میں ایک سوال بار بار گردش کرنے لگا کہ اذن عام جو جمعہ کے لیے شرط ہے، اس کا کیا مطلب اور صورت ہذا میں اس کا تحقق کیسے ہو گا؟ کیوں کہ حاکم وقت کی جانب سے لوگوں پر مساجد میں اجتماع پر پابندی عائد کر دی گئی ہے اور مساجد کے ائمہ و متولیان یہ اعلان لوگوں میں کرتے ہیں کہ چار ہی لوگ مسجدوں میں آئیں، باقی اپنے گھر ہی میں نماز ظہر پڑھ لیں تو گویا ان کی جانب سے نماز جمعہ سے لوگوں کو روکا گیا، لہذا اس صورت میں اذن عام کا تحقق کیسے ہو گا؟

اس لیے سطور ذیل میں اذن عام کی قدرے تشریح و توضیح کر دی جاتی ہے تاکہ مذکورہ خلجان کا ازالہ ہو جائے اور واضح ہو جائے کہ ہمارے اکابر مفتیان عظام نے جو فیصلہ لیا، وہ یقینا حق و صواب ہے۔

(۱) اذن عام کی تعریف اور کس کا اذن معتبر ہے

فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب رد المحتار میں اذن عام کی تعریف میں فرمایا گیا:

الإذن العام أن يأذن للناس إذنا عاما بأن لا يمنع أحدا ممن تصح منه الجمعة عن دخول الموضع الذي تصلى فيه، وهذا مراد من فسر الإذن العام بالاشتهار... والمراد الإذن من مقيمها.اهـ۔ملخصا

یعنی اذن عام یہ ہے کہ لوگوں کو نماز کی عام اجازت دی جائے بایں طور کہ جن کا جمعہ صحیح ہے، انہیں جہاں نماز جمعہ قائم ہونے والی ہے، آنے سے نہ روکنا۔ اور یہی ان حضرات کی مراد ہے جنہوں نے اذن عام کی تفسیر اس طرح کی کہ جمعہ کی نماز بطور اشتہار و اعلان ادا کی جائے۔ (جیسا کہ بحر میں خلاصہ سے منقول ہے۔ محمد مزمل) اور اجازت سے مراد ان لوگوں کی اجازت ہے جو نماز جمعہ ادا کرتے ہیں۔

اور اجازت کے لیے ضروری نہیں کہ صراحتاً اذن دیا جائے بلکہ کوئی ایسا فعل جو اذن پر دلالت کرے، کافی ہے۔

در مختار میں ہے:

وهو يحصل بفتح أبواب الجامع للواردين.

یعنی اذن عام آنے والوں کے لیے مسجد کا دروازہ کھلا رکھنے سے حاصل ہو جائے گا۔

اس عبارت پر علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ
أشار به إلى أنه لا يشترط صريح الإذن.
یعنی اس سے اشارہ ہے کہ صرحتاً اجازت ضروری نہیں۔
فتاوی رضویہ میں ہے:

اذن عام کے یہ معنی کہ جمعہ قائم کرنے والوں کی طرف سے اس شہر کے تمام اہل جمعہ کے لیے وقت جمعہ حاضریٔ جمعہ کی اجازت عام ہو تو وقت جمعہ کے سوا باقی تمام اوقات میں نماز میں بھی بندش ہو تو کچھ مضر نہیں۔(۶۷۸/۳)

ان عبارات سے معلوم ہوا کہ اذن عام میں اعتبار نماز قائم کرنے والوں کا ہے اور یہ کہ اجازت صراحتاً ضروری نہیں بلکہ دلالتاً بھی کافی ہے۔

اور جہاں اذن عام میں حاکم وقت کی قید ہے تو اس کی وجہ یہ نہیں کہ حاکم وقت کا اذن عام اقامت جمعہ کے لیے علی الاطلاق شرط ہے جس کے بغیر اذن عام حاصل ہی نہ ہو گا بلکہ یہ اس خاص مسئلہ کی وجہ سے ہے جو اس ضمن میں ذکر کیا گیا۔ مثلاً در مختار میں فرمایا گیا کہ

(الإذن العام) من الإمام (فلو دخل أمير حصنا) أو قصره (وأغلق بابه؛ لم تنعقد) ولو فتحه وأذن للناس بالدخول جاز.اهـ.

یعنی حاکم وقت کی جانب سے اذن عام ہونا، پس اگر کوئی بادشاہ قلعہ میں یا اپنے محل میں داخل ہوا اور اس نے دروازہ بند کر لیا تو جمعہ منعقد ہی نہ ہوا اور اگر اس نے دروازہ کھول دیا اور لوگوں کو آنے کی اجازت دی تو جائز ہے۔

علامہ شامی رحمۃ اللہ نے اس پر فرمایا کہ
قيد به بالنظر إلى المثال الآتي، وإلا فالمراد الإذن من مقيمها .اهـ.
یعنی حاکم کی قید محض مثال آئندہ کے پیش نظر بڑھائی گئی ہے ورنہ مراد یہی ہے کہ جمعہ قائم کرنے والوں کی جانب سے اذن پایا جائے۔

اس کی قدرے تفصیل یہ ہے کہ قلعہ یا شاہی محل جو سلطان کی تحویل میں ہوتا ہے، اس میں اگر سلطان نماز پڑھتا ہے تو چوں کہ وہاں اس کا اذن معتبر ہے، اس لیے در مختار میں اس خاص مسئلہ کی وجہ سے یہ قید ذکر کی گئی نہ اس لیے کہ یہ قید علی الاطلاق ہے۔ لہذا اگر مسجد میں جمعہ قائم کیا جائے تو وہاں کے نمازیوں کا اذن معتبر ہو گا۔ بلکہ اسی رد المحتار میں فرمایا گیا کہ "لو منع السلطان أهل مصر أن يجمعوا إضرارا وتعنتا، فلهم أن يجمعوا على رجل يصلي بهم الجمعة" یعنی اگر حاکم وقت اہل شہر کو جمعہ قائم کرنے سے ظلماً یا ازراہ تعصب روکے تو اہل شہر کے لیے جائز ہے کہ کسی شخص پر اتفاق کر لیں جو انہیں جمعہ کی نماز پڑھائے۔ یہ دلیل واضح ہے کہ مطلقاً حاکم وقت کے اذن عام کو شرط قرار دینا کسی طرح درست نہیں۔

(۲) اذن عام کا اعتبار کب ہو گا

اذن عام کے تحقق اور عدم تحقق میں اعتبار وقت قیام جمعہ کا ہے نہ اس وقت سے پہلے کا نہ اس کے بعد کا، ولہذا فتاوی رضویہ کی سابقہ تعریف میں فرمایا گیا کہ وقت جمعہ حاضریٔ جمعہ کی اجازت عام ہو۔

ردالمحتار میں ہے:

الظاهر اشتراط الإذن وقت الصلاة لا قبلها لأن النداء للاشتهار. اهـ.

یعنی ظاہر یہی ہے کہ اذن عام کی شرط بوقت جمعہ ہے نہ کہ اس سے قبل کیوں کہ اذان اعلان واشتہار کے لیے دی جاتی ہے تو اذن کا اعتبار اسی وقت کیا جائے گا۔

اس عبارت پر اعلی حضرت رضی اللہ تعالی عنہ نے جد الممتار میں فرمایا کہ

وكذا بعدها بالأولى، فكما لا يشترط الإذن قبلها ولا بعدها، فكذا لا يضر المنع قبلها أو بعدها.

یعنی اسی طرح نماز جمعہ کے وقت کے بعد بھی اذن کی شرط معتبر نہیں بلکہ یہ تو بدرجۂ اولی معتبر نہیں ہے۔ اور اسی طرح وقت جمعہ سے پہلے لوگوں کو مسجد سے روکنا یا وقت جمعہ کے بعد روکنا بھی مضر نہ ہو گا اور اذن عام میں قادح نہ ہو گا۔

ان عبارات سے آشکار ہو گیا کہ اگر نماز جمعہ کے وقت مسجد کے دروازے کھلے رکھے جائیں خواہ اس سے پہلے لوگوں کو مسجد میں نہ آنے کے لیے کہا گیا ہو تو اس سے اذن عام میں کوئی فرق نہ ہو گا بلکہ بدستور اذن عام حاصل رہے گا اور جمعہ درست ہو جائے گا۔

خلاصہ ابحاث یہ ہوا کہ مسجد جو اذن عام کے صالح (یعنی اذن عام کا مکان) ہے اور بوقت نماز اہل مسجد کی طرف سے دروازے کھلے رکھے جائیں یا بند ہو مگر کنڈی وغیرہ لگی ہوئی نہ ہو تو حکومت کا مسجد سے لوگوں کو روکنا اور اہل مسجد کا وقت جمعہ سے پہلے مجبوراً لوگوں حکومت کی سخت گیری اور ظلم و تشدد کے سبب لوگوں کو نہ آنے کی تلقین کرنا صحت اذن عام اور جمعہ میں مانع نہ ہو گا بلکہ جتنے لوگ جا کر جمعہ قائم کریں گے، ان کا جمعہ ادا ہو جائے گا۔ اور مجبوراً کی قید راقم نے اس لیے لگائی کہ جو ائمہ و متولیان مساجد حالیہ جنتا کرفیو میں لوگوں کو معذور قرار دے کر مسجد کے بجائے گھروں میں نماز پڑھنے کی تلقین کرتے ہیں، وہ حکومت کے سخت دباؤ اور ظلم و تشدد سے مجبور ہو کر ہی ایسا کرتے ہیں، لہذا یہ لوگ گناہ گار نہ ہوں گے، اس کے برخلاف اگر نارمل حالات میں ایسا کیا جائے تو اتنا ضرور ہو گا کہ یہ کہنے والے گناہ گار ہوں گے مگر اس سے صحت جمعہ میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

فتاوی رضویہ میں ہے:

اگر ثابت ہو جائے کہ یہ قلعہ اذن عام کا مکان ہے تو جب تک کسی شخص خاص کو حاضریٔ نماز سے ممانعت نہ تھی، جمعہ بے شک صحیح ہو جاتا تھا۔ اب جب کہ اس ملازم جرنیل کو (جرنیل کی طرف سے) منع کیا گیا تو محل نظر ہے کہ یہ ممانعت ان مقیمان جمعہ کی طرف سے بھی ہے یا نہیں، اگر یہ اسے جمعہ میں آنے سے منع نہیں کرتے اگرچہ اور نمازوں میں مانع ہوں اگرچہ کرنیل نے

اسے جمعہ سے بھی جبر اًروکا ہو یا وہ خود بخوف کرنیل نہ آتا ہو تو ان صورتوں میں بھی صحت جمعہ میں شک نہیں کہ جب مقیمین جمعہ کی طرف سے اذن عام اور وہ مکان بھی اذن عام کا صالح تو کسی شخص کو غیر جمعہ سے روکنا یا جمعہ میں اس کا خود نہ آنا یا کسی کا جبراً اسے باز رکھنا قاطع اذن عام نہیں ہو سکتا جیسے زندانی لوگ ہمیشہ حضوریٔ مساجد سے ممنوع ہوتے ہیں یا اگر کوئی شخص بعض نمازیوں کو خاص وقت نماز اس لیے مقید کرلے کہ مسجد میں نہ جانے پائیں کہ تو نہ یہ قادح اذن عام نہ مقیمان جمعہ پر اس کا الزام ۔اھ ۔ (۳/ ۶۷۸،۶۷۹) واللہ تعالیٰ اعلم ورسولہ۔

کتبہ: محمد مزمل برکاتی

خادم تدریس وافتادار العلوم غوث اعظم، پوربندر